www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

شریعت بل...... خدشات اور توقعات

حکومت اور اہل دین کی ذمہ داری

28 اگست 1998 کو موجودہ حکومت نے نفاذِ شریعت کے حوالہ سے آئین میں پندرہویں ترمیم کا ایک بل پیش کیا ہے جس میں شریعت کو سپریم لاء قرار دینے کا اعلان ہے۔

اس بل میں جو تجویز یا دعویٰ کیا گیا ہے، یہ وہی ہے جس کا وعدہ تحریک پاکستان میں کیا گیا، پھر قیام پاکستان کے بعد کیا گیا اور اب تک کیا جاتا رہا ہے۔ جب واقعہ یہ ہے کہ شریعت کی عملداری پاکستان کے قیام کی محرک تھی اور بانی پاکستان سے لے کر ہر حکمران نے اس کا وعدہ بھی کیا۔ خود میاں نواز شریف صاحب نے یہ وعدہ متعدد مواقع پر کیا۔ تو پھر اس مقصد کے لئے پیش کی گئی پندرہویں ترمیم کی مخالفت اپنوں اور بیگانوں کی طرف سے کیوں کی جا رہی ہے؟ اپنوں سے مراد وہ دینی جماعتیں اور مذہبی حلقے ہیں جن کی سیاست اور سرگرمیوں کا مقصد و محور ہی شریعت کی بالادستی ہے لیکن ان کی اکثریت بھی حکومت کے پیش کردہ بل سے متعلق ذہنی تحفظات کا شکار ہے۔ اور بیگانوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو اس ملک میں شریعت اسلامیہ کی بجائے سیکولرازم، اباحیت اور زندقہ کے علم بردار ہیں۔ ان لوگوں کے مقاصد و عزائم اگرچہ ڈھکے چھپے نہیں رہے ہیں تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ واضح الفاظ میں ان لوگوں کو اس سے پہلے شریعت کی بالادستی کے خلاف اس طرح لب کشائی کی جراءت نہیں ہوئی تھی۔ یہ پہلا موقعہ ہے کہ ایسے لوگ اس شریعت بل کے خلاف متحد ہو گئے ہیں اور اس کے خلاف تحریک چلانے کے عزم کا اظہار کر رہے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟...... پاکستان میں اسلام کے خیر خواہ اور اس کے بدخواہ دونوں اس بل کی مخالفت کیوں کر رہے ہیں؟ اس کی وجوہ حسب ذیل ہیں:

دینی حلقوں کے ذہنی تحفظات کی وجہ حکومت کی اب تک کی کارکردگی ہے جس سے وہ سخت مایوس ہوئے ہیں۔ موجودہ حکومت کے گزشتہ 20 ماہ ایسے گزرے ہیں کہ اسے قومی اسمبلی کے ساتھ ساتھ سینٹ میں بھی اکثریت حاصل تھی۔ اس لحاظ سے اس کی پوزیشن پارلیمنٹ میں اتنی مستحکم تھی کہ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو چاہتی، اس سے پاس کروا سکتی تھی۔ لیکن حکومت نے اس وقت شریعت کے لئے کچھ نہیں کیا۔ اور جب وہ سینٹ میں اپنی عددی اکثریت کھو بیٹھی ہے تو اس نے یہ شریعت بل پیش کر دیا ہے جس کا پاس ہونا بظاہر نہایت مشکل ہے۔ گویا ایک نہایت ہی اہم مقصد کی طرف پیش قدمی کا جو سنہری موقعہ تھا اسے تو ضائع کر دیا گیا اور جب اس کی کامیابی مشکوک ہے اور حکومت اپنے بعض اقدامات کی وجہ سے گرداب میں پھنسی ہوئی ہے تو اسے یہ بل یاد آیا ہے۔

دوسری وجہ اس بل کے سلسلے میں حکومت کے اکابر و اصاغر کے بیانات ہیں جس نے دینی حلقوں کے شکوک و شبہات میں اضافہ کیا ہے۔ کسی نے کہا اس بل کے پاس ہونے کے باوجود کسی کے ہاتھ نہیں کٹیں گے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے کہا: غربت اور بے روزگاری کے خاتمے تک تعزیری سزائیں نافذ نہیں ہوں گی، کسی نے کہا یہاں طالبان کا اسلام نہیں آئے گا، خود وزیر اعظم صاحب نے اسی روز کی پریس کانفرنس میں فرمایا، کہ سود کا خاتمہ ہو گا اور نہ شرعی عدالت کے اختیارات بڑھیں گے اسی طرح بل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تعین کے اختیارات حاصل کرنے کے باوجود وضاحت فرمائی کہ ہم عورتوں کو برقع پہنائیں گے نہ ان کو گھروں میں بٹھائیں گے۔ اسی طرح وزیر تجارت نے کہا: مارک اَپ اسلام میں جائز ہے' وغیرہ وغیرہ۔

جو اہل دین شریعتِ اسلامیہ کو سمجھتے ہیں، وہ جب ان بیانات کو پڑھتے اور سنتے ہیں تو سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ نفاذ شریعت کے بعد بھی کسی چور، ڈاکو اور بدمعاش کو سزا نہیں ملے گی، تو یہ نفاذِ شریعت ہو گا یا شریعت سے مذاق ہو گا؟ اور ملک میں جو اخلاقی جرائم کی بھرمار اور قتل و غارت گری کی گرم بازاری ہے، اس کا سدباب کس طرح ہو گا؟ اور جب پچاس سال میں غربت و بے روزگاری کا خاتمہ نہیں ہو سکا، تو آئندہ پچاس سو سال میں کیا اس کی امید کی جا سکتی ہے؟ علاوہ ازیں کیا چور، ڈاکو، زانی اور بدمعاش اور اسی طرح کے دیگر اخلاقی جرائم میں ملوث و مرتکب افراد کیا غربت و بے روزگاری کے ستائے ہوئے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں!! ان میں کوئی غریب نہیں۔ سب دولت دنیا کے حریص، خوفِ خدا سے عاری اور بد نہاد و بد سرشت ہیں۔ ان کا علاج صرف اور صرف اسلامی سزائیں ہیں۔ سعودی عرب میں آج سے ۶۰، ۷۰ سال قبل جب ان اسلامی سزاؤں کا نفاذ عمل میں لایا گیا، تو وہاں سخت غربت تھی اور اسی غربت کے ساتھ ساتھ وہاں بدامنی اور قتل و غارت گری عام تھی، اس دور میں وہاں حاجیوں تک کی جانیں اور ان کے مال محفوظ نہیں تھے۔ لیکن سلطان عبدالعزیز بن سعودؒ نے سریر آرائے سلطنت ہوتے ہی اسلام نافذ کر دیا اور اسلامی سزاؤں پر عمل شروع کر دیا، تو وہاں مثالی امن قائم ہو گیا، اور اس کی برکت سے آج تک وہاں مثالی امن قائم ہے اور اسلام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کی دولت سے بھی خوب نوازا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ دوسری مثال ہمارے پڑوس میں افغانستان کی ہے۔ یہاں بھی غربت اور بدامنی عام تھی، لیکن طالبان نے اپنے زیر تصرف علاقوں میں اسلامی سزائیں نافذ کردیں تو وہاں بھی مثالی امن قائم ہوگیا ہے۔ پاکستان میں تو الحمد للہ سعودی عرب اور افغانستان جیسی غربت کا نام و نشان ہی نہیں ہے۔ یہاں غربت کے نام پر اسلامی سزاؤں کے نفاذ سے گریزواعراض، خوئے بدرا حیلہء بسیار، کا مصداق اور حکمرانوں کی بدنیتی کا غماز ہے۔

اسی طرح عورتوں کی بابت یہ کہنا کہ ہم انہیں برقعے پہنائیں گے، نہ انہیں گھروں میں بٹھائیں گے۔ اسلام کے نفاذ کے معاملے میں حکمرانوں کے عدم اخلاص کی دلیل ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ پردے کے لئے برقع ضروری نہیں ہے، چادر سے بھی پردے کا اہتمام ہوسکتا ہے لیکن برقعے کے عنوان سے پردے کے قرآنی حکم سے انحراف، یہ کون سا اسلام ہے؟ عورتوں کو اسی طرح بے حجاب رہنے دینے سے، جیسے اس وقت صورت حال ہے، کون سی شریعت کی بالادستی قائم ہوگی؟ آپ جس قرآن و سنت کی بالادستی کے عزم کا اظہار کررہے ہیں اس قرآن و سنت میں تو حجاب کی پابندی اور بلاضرورت گھروں سے نکلنے اور کھلے عام زیب و زینت کے اظہار کی ممانعت ہے۔ اگر شریعت کے نفاذ کے بعد بھی بے حجابی کا دور دورہ اور دیدار یار عام ہی رہے گا، تو یہ اسلامی شریعت کا نہیں، مغرب کی حیاباختہ تہذیب کا نفاذ ہوگا۔

قرآن کریم میں واضح الفاظ میں حکم ہے کہ عورتیں گھروں میں ٹک کر رہیں (الاحزاب: ۳۳) اس حکم کا تقاضا یہی ہے کہ عورتوں کا دائرہ کار گھر کی چاردیواری ہے، اور مرد کا دائرہ کار گھر سے باہر۔ اسلام کے نفاذ کے بعد مرد اور عورت کے دائرہ کار کا تعین اور اس کی پابندی ضروری ہوگی، یہ مخلوط تعلیم، مخلوط سروس، مخلوط ادارے اور مرد و عورت کا بے باکانہ اور بے حجابانہ اختلاط قطعاً اسلام نہیں ہے۔ شریعت کے نفاذ کا مطلب اس مغربی تہذیب کو ختم کرنا ہے نہ کہ اس کو برقرار رکھنا۔ یہ ٹھیک ہے کہ عورتیں ضرورت کے تحت گھروں سے باہر نکل سکتی ہیں۔ کسبِ معاش کا ذمے دار اگرچہ صرف مرد ہے، لیکن اگر کہیں گردش حالات یہ ذمے داری کسی عورت پر ڈال دے، تو وہ ملازمت بھی کرسکتی ہے۔ لیکن اس کے لئے حجاب کی پابندی ضروری ہے۔ اس کے برعکس ایک خاص منصوبہ بندی کے تحت ہر بازاری اور سرکاری شعبے میں عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش لانا، مغربی تہذیب کی نقالی تو ہے، اسلام نہیں ہے۔ آپ پہلے ان لاکھوں مردوں کو تو روزگار مہیا کردیں جو ڈگریاں ہاتھوں میں لئے دربدر پھر رہے ہیں، پھر عورتوں کو بھی گھروں سے باہر نکالنے کا شوق پورا فرمالینا۔ اس لئے وزیراعظم صاحب اور دیگر حضرات کو، اگر وہ واقعی شریعت کی بالادستی قائم کرنا چاہتے ہیں، اس قسم کے بیانات سے گریز کرنا چاہئے۔ اس کی بجائے انہیں کہنا چاہیے کہ عورت ہو یا مرد، مسلم ہو یا غیر مسلم، سب کو وہ حقوق دیئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں گے جو اسلام نے ان کو دیئے ہیں، اور اسلام نے کسی پر ظلم نہیں کیا ہے، ہر ایک کو اس کے جائز اور فطری حقوق دیئے ہیں اور اسلام کے دیئے ہوئے حقوق کے اہتمام سے ہی معاشرے میں امن قائم اور فساد کا خاتمہ ہوگا، اس سے انحراف کر کے کبھی بھی ہم امن وسکون سے ہمکنار نہیں ہو سکیں گے۔

اسی طرح مارک اپ، جو سود کی متبادل اصطلاح ہے، کی بابت کہنا کہ یہ جائز ہے، اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ موجودہ سودی نظام جوں کا توں قائم رہے گا، شریعت کے نفاذ سے اس سودی نظام کو، جو ظلم واستحصال کی بنیاد ہے، کوئی خطرہ نہیں۔ بہر حال اس تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ حکمرانوں کے مذکورہ بیانات دینی حلقوں کو مطمئن کرنے کی بجائے، ان کو بدظن کر رہے ہیں اور شکوک وشبہات کے کانٹوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔

دینی حلقوں کی بے اطمینانی کی تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے آئین کی بہت سی دفعات حکمرانوں کو اس امر کا پابند بناتی ہیں کہ وہ اللہ کی حاکمیت اعلیٰ کو تسلیم کریں اور اسلامی تعلیمات کے نفاذ کے لئے مؤثر اقدامات بروئے کار لائیں، اس لئے جو حکمران دل سے اسلام کے نفاذ کا خواہش مند ہو، اس کی راہ میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں ہے۔ وہ بہت سے اقدامات ایسے کر سکتا ہے جن سے اسلام کی طرف پیش رفت ہو سکتی ہے۔ لیکن موجودہ حکمرانوں نے اس ۲۰ ماہ کے طویل عرصے میں ایک قدم بھی اس طرف نہیں اٹھایا۔ بلکہ اس کے برعکس وفاقی شرعی عدالت نے سود کے حرام ہونے کا فیصلہ دیا، تو اسی حکومت نے سابقہ دور میں اس کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل کر دی اور یوں عدالت کے ایک اسلامی فیصلے کو بھی سبوتاژ کر دیا اور دینی حلقوں کے بار بار کے مطالبوں کے باوجود حکومت اب بھی اپنی اپیل واپس نہیں لے رہی ہے۔ جب حکومت کا رویہ یہ ہے کہ وہ شریعت کے نفاذ کے لئے کسی بھی قسم کے ابتدائی اقدامات تک کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، بلکہ غیر اسلامی نظام کو مسلط اور برقرار رکھنے پر مُصر ہے، تو اسے نفاذ شریعت میں کس طرح مخلص باور کیا جا سکتا ہے ؟!

دینی جماعتوں کی طرف سے اصلاح وترامیم کی اہمیت وافادیت

مذکورہ وجوہات کے باوجود، ہمارے وزیر اعظم صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ وہ شریعت بل کے معاملے میں مخلص ہیں اور اس کے ذریعے سے وہ اپنا وہ وعدہ پورا کرنا چاہتے ہیں جو وہ عرصے سے کرتے چلے آ رہے ہیں، اور وہ واقعی قرآن وسنت کو سپریم لاء تسلیم کروا کر وہ سقم دور اور وہ رکاوٹ ختم کرنا چاہتے ہیں جو ہمارے آئین میں ہے یا ڈاکٹر نسیم حسن شاہ کی سربراہی میں سپریم کورٹ کے ایک فیصلہ نے اس میں پیدا کر دی ہے۔ تو دینی حلقے اب بھی وزیر اعظم کی بات کو جھٹلانا پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ دلوں کا حال اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے اب ان کے اندر یہ احساس پیدا کر دیا ہو کہ وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریعت نافذ کر کے عند اللہ سرخرو ہونے کی کوشش کریں۔ یہی وجہ ہے کہ دینی / سیاسی جماعتوں نے اس بل کو مسترد نہیں کیا ہے، بلکہ وہ مذکورہ پس منظر کی وجہ سے اس میں ایسی ترامیم لانا چاہتے ہیں جن سے شریعت کا نفاذ یقینی ہو جائے اور وہ چور دروازے بند ہو جائیں جن سے حکمران فائدہ اٹھا کر اسلام کو پس پشت ڈالتے چلے آرہے ہیں۔ اب یہ حکمرانوں کے اخلاص کا امتحان ہے کہ اگر وہ واقعی اس شریعت بل کے معاملے میں مخلص ہیں تو وہ دینی / سیاسی جماعتوں کو اعتماد میں لیں۔ ان کے ساتھ صحیح معنوں میں مشاورت کا اہتمام اور ان ترامیم پر غور کریں جو ان کی طرف سے بل کو زیادہ سے زیادہ بہتر اور مؤثر بنانے کے لئے پیش کی گئی یا کی جارہی ہیں۔ ان ترامیم کا اصل مقصد یہ ہے کہ اسلام کے معاملے میں ہمارے آئین میں جو تضادات ہیں، جو دراصل اسلام سے گریز اور انحراف کے چور دروازے ہیں، ان کا سدباب ہو جائے، تاکہ آئندہ کسی عدالت کو قرآن وسنت کی بالادستی میں کوئی ابہام محسوس نہ ہو، جیسے قرار دادِ مقاصد کو آئین کا حصہ بنا دیئے جانے کے باوجود ایک کوتاہ فکر چیف جسٹس اور اس کے ساتھیوں کو اللہ کی حاکمیتِ اعلیٰ نظر نہیں آئی، حالانکہ قرارداد مقاصد میں یہ چیز واضح الفاظ میں موجود ہے۔ اور نہ کسی حکمران کو شریعت کے نفاذ سے پہلو تہی کرنے کی ہمت ہو۔ کسی بھی دینی ومذہبی جماعت کا مقصد اقتدار لینا یا اس میں حصے دار بننا نہیں ہے، اگر میاں نواز شریف اور ان کے رفقاء خلوصِ دل سے آئین کے موجودہ تضاداتِ کو دور کر کے واقعی اسلام کی بالادستی کا اہتمام کر دیں اور پھر اس کے نفاذ کے لئے مؤثر اقدامات کا آغاز کر دیں تو دینی حلقے ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔

بنابریں ضروری ہے کہ حکومت ان ترامیم پر سنجیدگی سے غور کرے اور اس کے مطابق بل میں اصلاح کرے۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ تنقید حکومت کے اس عزم پر کی گئی ہے کہ وہ آئین کی دفعہ ۲۳۹ میں ترمیم کرنے کی خواہاں ہے۔ سیکولر اور لادینی عناصر اسی کو بنیاد بنا کر یہ تاثر دے رہے ہیں کہ شریعت بل کی آڑ میں میاں صاحب سینٹ کے اختیارات میں کمی کر کے اپنی آمریت قائم کرنا چاہتے ہیں، اس سے پہلے وہ تیرہویں اور چودہویں ترمیم کے ذریعے سے صدر کو اور اراکین قومی اسمبلی کو بے اختیار کر کے اپنی ذات میں اختیارات کا ارتکاز کر چکے ہیں۔ اب صرف سینٹ ان کی راہ میں ایک رکاوٹ ہے، اس بل کی مجوزہ ترمیم سے اس سنگِ گراں کو بھی ہٹانا چاہتے ہیں۔ اس لئے اپوزیشن تو اس ترمیم کے سخت خلاف ہے ہی، بلکہ اس کو اس شریعت بل کی مخالفت کا حوصلہ بھی اسی ترمیم سے ملا ہے۔ اکثر دینی جماعتوں نے بھی اس ترمیم کو ناپسند کیا ہے۔ حتی کہ حکومت کی حامی دینی جماعتوں اور علماء نے بھی اس موقف کا اظہار کیا ہے کہ دفعہ ۲۳۹ میں ترمیم کا ارادہ ترک کر دیا جائے، تاکہ اپوزیشن اور لادینی عناصر کے غبارے سے ہوا نکل جائے۔ اس لیے حکومت اس ترمیم کو فوری طور پر واپس لینے کا اعلان کر دے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ دینی جماعتوں کی طرف سے دوسری تجویز یہ پیش کی گئی ہے کہ آئین میں جو تضاد ہے اور اس کی بہت سی دفعات قرآن وسنت سے متصادم ہیں، حکومت ان دفعات کو غیر مؤثر بنانے کا ایسا طریق کار وضع کرے کہ آئین کا یہ تضاد دور ہو جائے اور کوئی عدالت یا حکمران ان دفعات کا سہارا لے کر قرآن وحدیث کے نفاذ کے لئے عملی اقدامات سے گریز کرنے کی جسارت نہ کر سکے۔ یہ ترمیم بہت ہی اہم ہے، چنانچہ اس کے لئے دینی جماعتوں کے نمائندہ حضرات اور ماہرین قانون نے مل کر ایک مسودہ تیار کیا ہے جس میں جناب طاہر القادری، جماعت اسلامی اور فضل الرحمان گروپ کے نمائندگان سمیت بہت سے حضرات شامل تھے۔ (یہ اصلاحی مسودہ آخر میں ملاحظہ ہو)

۳۔ حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات قومی اسمبلی میں پیش کرے، اور ان کے نفاذ کے لئے قانون سازی کا اہتمام کرے جیسا کہ آئین کا بھی تقاضا ہے۔

۴۔ حکومت، سود کے خاتمے کے بارے میں شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل واپس لے کر قرآن وسنت کی بالادستی کا عملی ثبوت دے۔

۵۔ شریعت کی تعبیر میں اختلافات کے خاتمے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل کو زیادہ مؤثر اور فعال بنایا جائے یا اسی انداز کا ایک اور بورڈ بنایا جائے، جس میں معتمد علیہ اور بالغ نظر علماء کو شامل کیا جائے۔

۶۔ معروف ومنکر کے فیصلہ کرنے کا اختیار بھی حکومت کے پاس نہیں، علماء کے پاس ہونا چاہئے۔

۷۔ وفاقی شرعی عدالت کو صحیح معنوں میں شرعی عدالت بنایا جائے۔ آئین کے مطابق اس میں علماء کی مکمل نمائندگی کو یقینی بنایا جائے اور اس کے فاضل ججوں کو وہی تحفظ ومقام حاصل ہو جو ہائی کورٹ کے ججوں کو حاصل ہے۔ بلکہ شریعت بل کے پاس ہونے کے بعد تمام عدالتوں کو قرآن وسنت کے مطابق فیصلے کرنے کا پابند بنایا جائے، اور اس کے لئے جن اقدامات کی ضرورت ہے، وہ بروئے کار لائے جائیں۔

شریعت کے نفاذ کے لئے تو ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات ناگزیر اور ان کے لئے ہمہ جہتی مؤثر اقدامات ضروری ہیں، ان کے لئے تجاویز کا دائرہ تو بہت وسیع ہے، اللہ کرے وہ ساعت سعید جلد آئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب قرآن وسنت کی بالادستی عملاً تسلیم کر لی جائے، تو پھر ضروری اقدامات اور تجاویز بھی علماء اور دینی حلقوں کی طرف سے حکومت کو پیش کر دی جائیں گی۔ مذکورہ ترامیم و اصلاحات کا تعلق توفی الحال حکومت کے مجوزہ شریعت بل اور اس کے اخلاص کا ثبوت پیش کرنے سے ہے۔

دینی و مذہبی جماعتوں اور حلقوں سے اپیل

ان دینی جماعتوں سے بالخصوص، جو سیاست کے میدان میں بھی سرگرم ہیں، اور دیگر تمام دینی حلقوں سے بالعموم یہ اپیل ہے کہ حکومت نے شریعت کی بالادستی کے جس عزم کا اظہار کیا ہے، قطع نظر اس بات کے کہ اس سے اس کے اغراض و مقاصد کیا ہیں؟ حکومت کو اس اعلان سے پیچھے نہ ہٹنے دیں اور اس کی تائید میں مشترکہ طور پر ایسی زوردار مہم چلائی جائے کہ حکومت بھی اس بل کو پاس کروانے کے لئے سنجیدگی سے کوشش کرے اور اپنے تمام ذرائع و وسائل اس کے لئے بروئے کار لائے اور مذکورہ ترامیم واصلاح کے ذریعے سے اس کو سب کیلئے قابل قبول بنانے کی مخلصانہ سعی کرے اور اپوزیشن اور لادین عناصر بھی پارلیمنٹ کے اندر اور باہر اس کی مخالفت کی شوخ چشمانہ جسارت نہ کر سکیں جیسا کہ ان کی طرف سے اس کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

اگر یہ موقع ضائع ہو گیا اور اہل دین اس سے فائدہ اٹھا کر کچھ حاصل نہ کر سکے تو یہ بہت بڑا المیہ ہوگا اور پھر شاید ایسا سنہری موقعہ مستقبل قریب میں نہ آئے اور مستقبل بعید میں تو شریعت کا معاملہ بظاہر بعید سے بعید تر ہی نظر آتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ

(حافظ صلاح الدین یوسف)

اعلان: طلبہ و طالبات کے لئے ایک سالہ تعلیم دین کورس کی کلاسیں شروع ہو چکی ہیں جس میں سال بھر میں جدید تعلیم یافتہ افراد کو ضروری و بنیادی مسائل و احکام دین کی تعلیم دی جائے گی۔ یہ کورسز جدید اور معروضی طرز تعلیم کے انداز پر متعدد سہولتوں کے ساتھ کروائے جا رہے ہیں جن کی تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں:
واضح رہے کہ ان کلاسوں میں اکتوبر ۹۸ء کی ۱۵ تاریخ تک داخلہ لیا جا سکتا ہے۔

مبشر احمد، ۹۹ جے ماڈل ٹاؤن، لاہور فون: ۵۸۶۶۴۷۶، ۵۸۶۶۳۹۶ (بعد از عصر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پندرھویں آئینی ترمیم (شریعت بل ۹۸ء) کا مکمل متن

چونکہ اللہ تعالےٰ کائنات کا بلا شرکت غیرے حاکم مطلق ہے اور اس نے پاکستان کی ریاست کو اس کے جمہور کے توسط سے ان کے منتخب کردہ نمائندوں کے ذریعے جو اختیار و اقتدار اس کی مقرر کردہ حدود کے اندر استعمال کرنے کا حق دیا ہے، وہ ایک مقدس امانت ہے اور چونکہ قرارداد مقاصد کو دستور کا اساسی حصہ بنادیا گیا ہے اور چونکہ اسلام پاکستان کا ریاستی مذہب ہے اور یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ پاکستان کے مسلمانوں کو انفرادی اور اجتماعی طور پر اس قابل بنائے کہ وہ اپنی زندگی کو اسلام کے بنیادی اصولوں اور نظریات کے مطابق، جس طرح قرآن پاک اور سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے، ترتیب دے سکیں اور چونکہ اسلام سماجی نظام کے قیام کا حکم دیتا ہے جو اسلامی اقدار پر مبنی ہو۔ یہ تعین کرتے ہوئے کہ کیا صحیح ہے اور اسے روکنا جو غلط ہے (امر بالمعروف ونهى عن المنكر) اور چونکہ مذکورہ بالا مقصد اور ہدف کو پورا کرنے کی غرض سے یہ قرین مصلحت ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں مزید ترمیم کی جائے لہذا اب نیا قانون وضع کیا جاتا ہے۔ یہ ایکٹ دستور (پندرھویں ترمیم) ایکٹ ۱۹۹۸ء کے نام سے موسوم ہوگا اور فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

بل کے تحت دستور کی آرٹیکل ۲۳۹ میں ترمیم کی جائے گی اور آرٹیکل ۲۳۹ میں شق (۳) کے بعد حسب ذیل نئی شقیں شامل کردی جائیں گی۔ یعنی:

(۳ الف) شق '۱' تا '۳' میں شامل کسی امر کے باوجود شریعت سے متعلقہ کسی امر کے نفاذ میں رکاوٹ دور کرنے اور اسلام کے اتنامی احکام کی تعمیل کیلئے قانون وضع کرنے کی غرض سے دستور میں ترمیم کرنے کا بل دونوں ایوانوں میں پیش کیا جائے گا۔ اگر وہ اس ایوان کے ارکان کی کثرت آراء سے منظور ہو جاتا ہے جس میں وہ پیش کیا گیا تھا تو وہ دوسرے ایوان میں منتقل کردیا جائے گا اور اگر بل بغیر کسی ترمیم کے دوسرے ایوان کے ارکان کی کثرت آراء سے بھی منظور ہو جاتا ہے تو اسے منظوری کے لیے صدر کے سامنے پیش کردیا جائے گا۔

(۳ ب) اگر شق '۳ الف' کے تحت کسی ایوان کو منتقل کیا گیا بل مسترد ہو جائے یا وصولی کے ۹۰ دن کے اندر منظور نہ ہو یا ترمیم کے ساتھ منظور ہو تو اس پر مشترکہ اجلاس میں غور کیا جائے گا۔

(۳ ج) اگر بل ترمیم کے ساتھ یا بغیر ترمیم کے مشترکہ اجلاس میں ارکان کی کثرت آراء سے منظور ہو جاتا ہے تو منظوری کے لیے صدر کو پیش کیا جائے گا۔

(۳ د) صدر شق '۳ الف' یا شق '۳ ج' کے تحت پیش کردہ بل کی، بل پیش کرنے کے ۔۔ دن کے اندر منظوری دے گا۔

☆ دستور میں نئے آرٹیکل ۲ ب کا اضافہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں، جس کا حوالہ بعد ازیں مذکورہ دستور کے طور پر دیا گیا ہے، آرٹیکل ۲۔الف کے بعد حسب ذیل نیا آرٹیکل شامل کردیا جائے گا، یعنی

۲ب: قرآن وسنت کی برتری

۱۔ قرآن پاک اور پیغمبر پاک کی سنت پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون ہوگا۔

تشریح: کسی مسلمان فرقے کے پرسنل لاء پر اس شق کے اطلاق میں "قرآن اور سنت" کی عبارت کا مفہوم وہی ہوگا جو اس فرقے کی طرف سے توضیح شدہ قرآن اور سنت کا ہے۔

۲۔ وفاقی حکومت کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ شریعت کے نفاذ کے لیے اقدام کرے، صلوٰۃ قائم کرے، زکوٰۃ کا اہتمام کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یہ تعین کرنا کہ کیا صحیح ہے اور اسے روکنا جو غلط ہے) کو فروغ دے، ہر سطح پر بدعنوانی کا خاتمہ کرے اور اسلام کے اصولوں کی مطابقت میں جیسا کہ قرآن وسنت میں موجود ہے، حقیقی سماجی معاشی انصاف فراہم کرے۔

۳۔ وفاقی حکومت شقات '۱' اور '۲' میں دیے گئے احکام کے نفاذ کے لیے ہدایات جاری کرسکے گی اور مذکورہ ہدایات پر عمل پیرا نہ ہونے پر کسی بھی سرکاری عہدیدار کے خلاف ضروری کاروائی کرسکے گی۔

۴۔ اس آرٹیکل میں شامل کوئی امر شخصی قانون، مذہبی آزادی، غیر مسلموں کی روایات، رسم ورواج اور بطور شہریوں کے ان کی حیثیت، کو متاثر نہیں کرے گا۔

۵۔ اس آرٹیکل کے احکام دستور میں شامل کسی امر کے باوجود کسی قانون یا عدالت کے کسی فیصلے پر موثر ہوں گے۔

اس حقیقت کے پیش نظر کہ قرارداد مقاصد اب دستور کا مستقل حصہ ہے، یہ ضروری ہے کہ قرآن اور سنت کو پاکستان کا اعلیٰ ترین قانون قرار دیا جائے اور حکومت کو شریعت نافذ کرنے کے لیے ضروری اقدامات کرنے کا اختیار ہو۔ آرٹیکل ۲۳۹ کے تحت دستور میں ترمیم کرنے کا بل ہر ایک ایوان کی دو تہائی اکثریت سے لیکن جداگانہ طور پر منظور ہو جاتا ہے۔ نفاذ شریعت کو با سہولت بنانے کے لیے یہ غور کیا گیا ہے کہ یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ شریعت سے متعلقہ کسی امر کے نفاذ میں کسی رکاوٹ کو دور کرنے اور اسلام کے اتنامی احکام پر عمل درآمد کے لیے قانون وضع کرنے کا بل پارلیمنٹ میں اسی طرح منظور کیا جائے جیسے کوئی بھی قانون منظور ہوتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی جماعتوں کی طرف سے شریعت بل میں ترمیم کی متفقہ تجاویز

حکومت کی طرف سے پیش کردہ شریعت بل میں بہتری کی گنجائش کے باوجود ضرورت اس امر کی ہے کہ اس اہم مسئلے پر عدمِ اتفاق سے فائدہ اٹھا کر لادین طبقہ کو اس کے خلاف فضا سازگار نہ کرنے دی جائے بلکہ دینی جماعتیں حکومت پر اس میں اصلاح و ترمیم کیلئے دباؤ ڈال کر حکومت کو مجبور کریں کہ وہ انکی مجوزہ ترامیم کیساتھ شریعت بل کو پاس کرائے اور اس طرح شریعت بل کو پاس کرانے کی جدوجہد میں تمام جماعتیں شانہ بشانہ جدوجہد کریں۔ یہی بات جناب صدر بھی اپنے مختلف بیانات میں کہہ چکے ہیں۔

چنانچہ معروف دینی جماعتوں کی طرف سے واضح اور متفقہ ترامیم کی تیاری کی غرض سے ایک نمائندہ اجتماع مولانا عبدالرحمٰن مدنی کی دعوت پر ۱۰ ستمبر کو ادارۂ محدث میں بلایا گیا جس میں دینی جماعتوں کی طرف سے نامزد کردہ قانونی ماہرین نے شرکت کر کے متفقہ تجاویز و ترامیم تیار کیں (جو شمارہ ہذا کے ص ۱۱ پر طبع شدہ ہیں۔) اس مسودہ ترمیم کی تیاری میں شرکت کرنے والی جماعتیں اور ان کے نمائندوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱)	انوار اختر ایڈووکیٹ	صدر پاکستان عوامی لائیرز موومنٹ (منہاج القرآن) نائب صدر پاکستان عوامی اتحاد۔ پنجاب
۲)	جسٹس (ر) خضر حیات	جماعت اسلامی، پاکستان
۳)	حافظ محمد یوسف	جمیعت علمائے اسلام۔ پاکستان
۴)	نذیر احمد غازی ایڈووکیٹ	معتمد جمیعت علمائے پاکستان
۵)	پروفیسر عبدالجبار شاکر	اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ۔ پاکستان
۶)	سید محمد کفیل بخاری	تحریک تحفظ ختم نبوت ﷺ۔ پاکستان
۷)	حافظ عبدالرحمٰن مدنی	مرکزی جمیعت اہلحدیث۔ پاکستان
۸)	محمد نعیم الحق سید	انٹرنیشنل مسلم لائیرز فورم۔ پاکستان
۹)	چوہدری محمد ظفر اقبال ایڈووکیٹ	مجلس احرار اسلام۔ پاکستان
۱۰)	حافظ حسن مدنی	اسلامک ریسرچ کونسل۔ پاکستان

ان ترامیم کے پاس ہونے کی صورت میں توقع کی جاسکتی ہے کہ اس بل سے پاکستان میں شریعت کی طرف پیش رفت ہو سکے گی اور بل میں بیان کردہ مقاصد کی تکمیل کی توقع کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ اگر حکومت مخلص ہے تو وہ اس متفقہ تجاویز پر مبنی مسودے کو پارلیمنٹ سے پاس کرائے۔ اس طرح دینی [illegible] ان شاء اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پندرھویں آئینی ترمیم (شریعت بل) کی درستگی کے لئے تجاویز

(تجاویز کے پاس ہو جانے کی صورت میں مجوزہ شریعت بل کا مکمل متن یوں ہو گا)

☆ آرٹیکل ۲۔بی : قرآن اور سنت کی برتری

(۱) قرآن و سنت پاکستان کے قانون اعلیٰ ہوں گے۔کوئی قانون بشمول دستوری قانون یا کوئی رسم و رواج جس کی قانونی حیثیت ہو، اگر وہ قرآن و سنت کے متضاد ہو تو وہ اس تضاد کی حد تک کالعدم ہو گا۔

تشریح : کسی مسلمان فرقے کے پرسنل لاء پر اس شق کے اطلاق میں "قرآن اور سنت" کی عبارت کا مفہوم وہی ہو گا جو اس فرقے کی طرف سے توضیح شدہ قرآن اور سنت کا ہے۔

(۲) اس آرٹیکل میں شامل کوئی امر، شخصی قانون، مذہبی آزادی، غیر مسلموں کی روایات، رسم و رواج اور بطور شہریوں کے ان کی حیثیت کو متاثر نہیں کرے گا۔

(۳) اس آرٹیکل کے احکام دستور میں شامل کسی امر کے باوجود کسی قانون یا عدالت کے کسی فیصلے پر مؤثر ہوں گے۔

☆ آئین کے آرٹیکل 239 میں ترمیم مثلاً (3A) (3B) (3C) اور (3D) سے متعلق مجوزہ ترمیمی بل کے پیرا نمبر 3 کو ختم کر دیا جائے۔

☆ آئین کے آرٹیکل 30 کی ذیلی دفعہ (2) کو منسوخ کر دیا جائے جو یہ ہے :

"کسی فعل یا کسی قانون کے جواز پر اس بنا پر اعتراض نہیں کیا جائے گا کہ وہ حکمت عملی کے اصولوں کے مطابق نہیں ہے اور نہ اس بنا پر مملکت، مملکت کے کسی شعبے یا ہیئتِ مجاز یا کسی شخص کے خلاف کوئی قانونی کاروائی قابل سماعت ہو گی۔"

☆ آئین کے آرٹیکل 227 کی ذیلی دفعہ (2) کو منسوخ کر دیا جائے جو یہ ہے :

"شق (۱) کے احکام کو صرف اس طریقہ کے مطابق نافذ کیا جائے گا جو اس حصہ میں منضبط ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ